International Research Journal of Religious Studies, Vol.:4, Issue: 01,Jan-June, 2024PP: 53-73

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

خواتین کے معاشی ترقی میں کردار میں رکاوٹیں اوران کاتدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

HARDIAL IN THE ROLE OF WOMEN FOR ECONOMIC DEVELOPMENT AND THEIR REMEDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

Asia Mukhtar
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email: *gasia902@gmail.com*
https://orcid.org/0009 - 0008- 7233- 4504

Dr. Muhammad Saeed Akhter
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email: *saeed.akhtar@ais.uol.edu.pk*
https://orcid.org/0009 - 0008- 7225- 4508

Abstract

Along with the completion of humanity, the role of women is also important in the formation of society. Society cannot progress without the participation of women. In world the number of women is equal to men but the majority has not equal benefit. This class is trapped in the cycle of discrimination between men and women. All over the world, women have been the target of injustice, despite this, they are working alongside men and tried to convince them.They are working in different filed and also Fulfilled the household responsibilities. Pakistani women are trying to take part in all kinds of professions to improve their economic conditions. A large number of women in the country are working in all fields such as industry and craft, trade, politics, army, driver, teaching and research. In the modern era, the amazing progress of science has openly explained the reality of the difference between men and women. Their Participation is playing a positive role in increasing the

productivity of country, but a large number of working women are facing many problems. If we want to increase our productivity, these problems must be solved.

***Key Words**: productivity, completion, humanity, convince, injustice, discrimination.*

موضوع کا تعارف

معاشرے میں عورت بنیادی اکائی (Basic Unit) ہے، اس کے بغیر جہاں معاشرہ تشکیل نہیں پاتا وہاں ملک ترقی بھی نہیں کر سکتا۔ مرد و عورت کائنات کی وہ نادر ہستیاں ہیں جنہوں نے قبیلے، خاندان اور اقوام کی تعمیر نو کی۔ عورت تخلیق اور طاقت کے لحاظ سے مختلف حیثیت کی مالک ہے، لیکن اگر وہ ملک کے ترقیاتی کاموں میں حصہ نہ لے اور اپنے معاشی حقوق کو آزادانہ استعمال نہیں کرے تو معاشرے اور قوم کے ترقیاتی مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں نصف آبادی خواتین کی ہونے کی وجہ سے ملک اور قوموں کی ترقی کا تصور یہ ہے کہ مردوں کے ساتھ خواتین بھی معاشی سرگرمیوں حصہ لیں، جو ملک کی قومی آمدنی میں اضافہ کا باعث ہو۔ قومی آمدنی کے بارے میں اقوام متحدہ کی رپوٹ ہے:

"According to UN report،on an average two-third of women's work and a quarter of men's work never enter into GNP calculations." (1)

"اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اوسطاً خواتین کا ایک تہائی اور مردوں کا ایک چوتھائی کام کبھی قومی آمدنی کے حساب میں شامل نہیں ہوتے۔"

معاشی ترقی کی تعریف (Definition of Economic Development)

معاشی ترقی سے مراد کسی پسماندہ معاشی ملک کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا ہے۔ اس عمل کے دوران جدید ذرائع، انسانی وسائل اور سرمایاتی ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے معیشت میں ایسی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں جس سے ملک کی خام قومی آمدنی بڑھتی ہے اور لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ معاشی ترقی کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی کے مسلسل بڑھنے کو کہتے ہیں۔ کارل سیڈ مین (Karl Seidman) نے معاشی ترقی کی تعریف کرتے ہوئے بیان کیا:

"Eeconomic development is a process of increasing in overall standard of living for individual within a community and creating, utilizing physical, human, financial, and social assets to generate improved and broadly shared economic well-being and quality of life for a community or region." (2)

"معاشی ترقی سے مراد ایسا عمل ہے جس کے ذریعے معاشرے میں مجموعی طور پر فرد کے معیار زندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ افراد جسمانی، انسانی، معاشی اور معاشرتی وسائل کو بروئے کار لا کر معاشی ترقی کرتے ہیں۔"

ایچ ایف ولیم سن (H. F. Willimson) کے مطابق:

"Economic development or Eeconomic growth is a process‹whereby the people of a country or a region come to utilize the available resources‹to bring about a sustained increase in per capita production of goods and service."(3)

"معاشی ترقی یا معاشی نشو نما ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے ذریعے کسی ملک یا خطے کے لوگ دستیاب وسائل کو استعمال میں لا کر اشیاء خدمات کی فی کس مقدار میں مسلسل اضافہ کر رہے ہوں۔"

اسلام معاشی ترقی کا جو نقطہ نظر اور انداز بیان کرتا ہے، وہ یک رخہ نہیں بلکہ جامع اور منظم ہے، اور افراد معاشرہ کی مادی ترقی کے ساتھ اخلاقی ترقی کا بھی خواہاں ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے نئے طریقوں کو اپنائیں اور معاشی پیداوار کو بڑھائیں چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (٤)

"اور نہ فراموش کر اپنے حصّہ کو دنیا سے لینا۔"

نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے بھی معاشی ترقی کی ترغیب ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے زندگی کی آخری سانس تک معاشی جدوجہد کرنے کا درس دیا ہے۔ یہ فرمان انسان میں محنت و لگن سے کام کرنے اور بہتر سے بہتر کی جستجو کے لیے ابھارتا ہے۔ اس کوشش کی راہ میں کوئی بھی رکاوٹ آجائے اس کی پرواکیے بغیر کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور مقصد کے حصول کی طرف گامزن رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ،فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا، فليغرسها (٥)

"اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو تو وہ اس وقت تک کھڑا نہ ہو جب تک اس پودے کو بو نہ دے بشرطیہ کہ یہ بات اس کے اختیار میں ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔"

خواتین کے معاشی ترقی میں کردار میں رکاوٹوں کے اسباب:

اکیسویں صدی میں خواتین اقتصادی طور پر خود مختار بن کر ملک کی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ خواتین ملک کی GDP میں اضافہ کے ساتھ آئندہ آنے والی نسلوں کی فلاح بہبود کے لیے بھی کام کر رہی ہیں۔ بعض مشکل حالات میں اگر خواتین گھروں سے نکل کر معاش یا روزگار اختیار نہ کریں تو اس سے وہ نہ صرف اپنے لیے بھوک، افلاس، تشدد اور پریشانی کا باعث بن سکتی ہیں، بلکہ اس کے ذریعے وہ دوسروں کو بھی ان مسائل کی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ خواتین دنیا کا نصف ہونے کے باوجود بھی اتنی تعداد میں کام نہیں کر رہیں جو کر رہیں ہیں ان کو اپنے کام کا معاوضہ وصول نہیں ہوتا۔ Jones Howard خواتین کے کام کے اعداد و شمار کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Women represent 50% of world population and a third of labour force،they perform nearly two – third of all working hours،receive only a tenth of world income and own less than one percent of world property (WHO)." [6]

"خواتین دنیا کی آبادی کا ۵۰ فیصد ہیں اور ان کا ایک تہائی حصہ لیبر فورس میں ہے، وہ اپنا تقریباً دو تہائی حصہ وقت کام میں صرف کرتی ہیں، صرف دسواں حصہ دنیا کی آمدنی کا حاصل کر پاتی ہیں، وہ عالمی املاک (WHO) کے صرف ایک فیصد حصے کی مالک ہیں۔"

سماجی اور معاشی ترقی کے لیے خواتین کا فیصلہ سازی میں بااختیار ہونا بھی ضروری ہے۔ پاکستان میں اقتصادی شعبے سے تعلق رکھنے والی خواتین کی تعداد دوسرے ممالک کی نسبت کم ہے۔ خواتین اسی وقت بااختیار ہو سکتی ہیں، جب ان کو مساوی حقوق حاصل ہوں گئے۔ ملک میں صنفی مساوات کے ذریعے ہم ملک کی پیداواری صلاحیت اور ترقی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ دنیا میں ہونے والی تحقیقات بھی اس بات کی دلیل پیش کرتی ہیں کہ خواتین کی معیشت میں شمولیت سے ملک کی DGP پر مثبت اثر پڑتا ہے۔

"Having more women in the workforce contributes to economic performance through several pathways. According to one study, greater female participation in the U.S. Workforce since 1970 accounts for a quarter of current GDP." [7]

"مختلف شعبوں میں زیادہ خواتین کو کام پر رکھنے سے معاشی کارکردگی بہتر ہو گئی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق امریکہ میں خواتین کی زیادہ کام کرنے میں شمولیت کی وجہ سے ۱۹۷۰ء کے بعد سے خواتین یہاں کی GDP کا ایک چوتھائی حصہ حاصل کر رہی ہیں۔"

پاکستان میں خواتین کی معاشی شعبے میں شمولیت کے لیے مختلف سطحوں پر کوشش کی گی ہے۔ قائد اعظم نے بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے خواتین کے کردار کو بہت اہم قرار دیا ہے۔

"No nation can rise the height of glory unless their women are side by side with them. It is crime against humanity that our women are shut up with in four walls of the houses as prisoners. There is no sanction anywhere for the deplorable condition in which our women have to live." [8]

"کوئی بھی قوم اس وقت تک عظمت کی بلندیوں کو نہیں چھو سکتی جب تک ان کی خواتین مردوں کے شانہ بشانہ نہ ہوں۔ یہ بات انسانیت کے خلاف ہے کہ ہماری خواتین کو گھر کی چار دیواری میں بند کر کے رکھا جائے۔ ہماری خواتین کو جس قابل رحم حالت میں رہنا پڑتا ہے اس کے لئے کہیں بھی کوئی منظوری نہیں ہے۔"

ملک میں خواتین کی ایک بڑی تعداد تمام شعبوں مثلاً صنعت و حرفت، تجارت، سیاست، فوج، ڈرائیور، تدریس و تحقیق، مذہبی، قانونی، انتظامی، آئینی اور سماجی ہر شعبہ میں حصہ لے رہی ہیں۔ لیکن کام کرنے والی خواتین کی ایک کثیر تعداد کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے، اگر ہم اپنی پیداواری مقدار کو بڑھانا چاہتے ہیں تو ان مسائل کو حل کرنا ہوگا۔ خواتین کو ملک اور گھر کی معاشی بہتری کے لیے مندرجہ ذیل مسائل کا سامنا ہے۔

ا۔ مرد و عورت کی تفریق:

دنیا میں جتنی بھی تہذیبیں گزری ہیں، ان تمام میں عورت کی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا گیا، اس کو ناپاک، نجس اور شیطان کا آلہ کہا گیا اہل یونان کی متمدن تہذیب ہو یا روم کی ترقی یافتہ تہذیب سب میں اس کو کم تر درجہ دیا گیا۔ بحیثیت انسان کے ذاتی حقوق اور احترام کلی اور عمومی ہیں اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جس طرح خاندان کے تمام ممبران اپنے نسب میں دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتے بالکل اسی طرح تمام افراد اس کائنات میں بڑے خاندان بلکہ ایک جسم کی مانند ہیں جن کی حیثیت، شرافت و عزت سب برابر ہیں، کوئی بھی فرد دوسرے سے معزز اور ممتاز نہیں ہے۔ لیکن ان تمام بنیادوں کے باوجود عورت اور مرد کے درمیان فرق قرار دیا جاتا ہے، اسے دوسرے درجے کی مخلوق قرار دیا جاتا ہے۔ خاور ممتاز اپنی کتاب میں خواتین کے بارے میں قائم رویوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسلمان علماء مرد و عورت کی درمیان مساوات کے مخالف ہیں۔ ان کے نزدیک عورت دوسرے درجے کی مخلوق ہے اس لیے اس کے کوئی بھی حقوق نہیں۔"(9)

اللہ نے مرد و عورت کے درمیان جسمانی اور نفسیاتی لحاظ سے فرق ضرور رکھا، لیکن یہ مرد کے کامل اور عورت کے ناقص ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ خواتین کے جسمانی اور نفسیاتی فرق کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ عورت معاشرے میں دوسرے شعبہ جات کی طرح معاش میں بھی حصہ لینے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ استاد شہید مرتضیٰ اپنی کتاب میں ان لوگوں کے خیالات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"عورت میں یہ خصوصیت اور قابلیت موجود نہیں ہے کہ زندگی میں مستقل و آزاد ہو۔ اسے بہر حال مرد کے تحت اور اس کی سرپرستی میں رہنا چاہیے۔"(10)

مردوں نے خواتین کی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ ان افراد کا ہمیشہ سے یہی مقصد اور کوشش رہی کہ قابل خواتین کو پس پشت ڈال دیا جائے اور آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے کون سا راستہ اختیار کیا جائے۔ مبارک علی نے ان نظریات کو ان الفاظ میں بیان کیا:

"عورت کی صلاحیتوں اور ذہانت کو کس طرح محدود کیا جائے اور آگے بڑھنے سے روکا جائے۔اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے مذہب اور سماج کا بھی سہارا لیا۔" (11)

خواتین کو جسمانی کمزوری کے ساتھ دماغی لحاظ سے بھی کمزور قرار دیا گیا، کہ وہ دماغی صلاحیت کے لحاظ سے اس قدر قابلیت نہیں رکھتی جس قدر ایک مرد قابلیت رکھتا ہے۔اس نظریہ کی تصدیق مشہور جرنلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن اپنی کتاب میں یوں بیان کرتا ہے:

"عورت کا وجدان بمقابلہ مرد کے وجدان کے اسی قدر ضعیف ہے، جس قدر اس کی عقلی قوت، مرد کی عقلی قوت کے مقابلے میں ضعیف نظر آتی ہے۔اس کی اخلاقی قوت بھی مرد کی اخلاق قوت سے بالکل مختلف بلکہ وہ دوسری قسم کی طبعیت رکھتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جس چیز کے حسن و قبیح کے متعلق وہ رائے قائم کرتی ہے، مردوں کی رائے سے مطابقت نہیں رکھتی۔پس عورت اور مرد کے درمیان عدم مساوات کوئی عارضی امر نہیں ہے، بلکہ عورت طبعی خاصیت پر مبنی ہے۔" (12)

۲۔ نفسیاتی اثرات:

عورت کی نفسیات معاشی سرگرمیوں میں بڑی رکاوٹ سمجھی جاتی ہے۔مرد حضرات کا کہنا ہے کہ مرد اور عورتیں دونوں ایک دوسرے سے مختلف نفسیات کے مالک ہیں، اسی وجہ سے عورت زیادہ کام کرنے اور بہت سے معاملات میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے عاری ہے۔خواتین میں بچپن ہی سے نفسیاتی طور پر مادرانہ جذبات پائے جاتے ہیں۔وہ اپنے گھر میں رہنا اور اس کی بہتری کی فکر میں مصروف رہتی ہے۔خواتین دلیل اور عقلی بحثوں میں مرد کے برابر نہیں کر سکتی، پھر وہ کیونکر معاش کے شعبہ میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔استاد شہید مرتضٰی خواتین کی نفسیات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"عورت کی نفسیات اور احساسات مرد کے مقابلے میں زیادہ جلدی مشتعل ہو جاتے ہیں۔عورت مرد کی نسبت جلد جوش میں آجاتی ہے، عین جن معاملات میں اسے خاص لگاؤ یا خطرہ ہو تیزی اور جلدی سے اپنے احساسات میں بہہ جاتی ہے۔مرد بہ نسبت عورت کے سرد مزاج ہوتا ہے عورت طبقاً زیور و آرائش جمال و زیبائش چاہتی ہے اسے رنگارنگ فیشن درکار ہیں۔اس کے احساسات مرد کے خلاف زیادہ ناپائیدار ہوتے ہیں۔" (13)

مرد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تکلیف کو برداشت کر لیتا ہے، راز کو چھپانے کی صلاحیت خواتین سے زیادہ رکھتا ہے۔خواتین اپنے لیے اور دوسروں کے لیے نرم رویہ رکھتی اور سختی سے بچتی ہے۔خواتین کے یہ رویے اس کی معاشی سرگرمیوں میں حائل ہوتے ہیں، جو اسے کام سے روکتے ہیں۔امریکہ کے ایک مشہور ماہر نفسیات پروفیسر ریک نے مرد اور عورت کے درمیان فرق پر تحقیق کی اس نے مرد اور عورت کے مسائل پر بھی تحقیق کی اور کتاب میں لکھا:

"مرد کی دنیا عورت کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔اگر عورت مرد کی طرح نہیں سوچتی یا اس کی طرح کام نہیں کرتی تو اس میں دونوں کی دنیاؤں کا فرق ہے۔" (14)

ملازمت پیشہ خواتین کا ایک نفسیاتی مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ کام سے تھک کر آتی ہے تو وہ خاوند کے حقوق ادا نہیں کر سکتی جو نفسیاتی مسائل کا موجب بنتے ہیں، گھر کا سکون برباد ہو جاتا ہے۔انسانی نفسیات کے اس فرق کو روس کے صدر گرابا چوف نے ان الفاظ میں اپنی تقریر میں کہا:

"خواتین کو اپنی خاندانی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیں۔مرد جنگ کی آگ اور خواتین باورچی خانے کی آگ جلانے کی اہل ہیں۔" (15)

۳۔جائیداد و وراثت کے مسائل:

دنیا کے مختلف ممالک میں مردوں اور خواتین کے درمیان وراثت کے معاملے میں مساوانہ حقوق رائج نہیں ہیں۔ملک میں نافذ قانون، سماجی و معاشرتی روایات، قومی اور مقامی سطح پر بننے والی پالسیاں اس غیر مساوی رویے کی ذمہ دار ہیں۔انگلستان میں یہ اصول تھا کہ مرد عورت کی تمام جائیداد کا مالک ہو گا۔سید جلال الدین انصر عورت کے حقوق کے بارے میں لکھتے ہیں:

"عورت کے ذمے جو قرض ہو گا وہ مرد ادا کرے گا اور عورت جتنے مال و دولت اور جائیداد کی مالک ہو گئی وہ مرد کو ملے گی۔یا پھر عورت شادی سے پہلے مرد سے اس مال کے بارے میں کوئی معاہدہ کر لے۔عورت کے نان و نفقہ کے بارے میں کوئی مناسب قانون نہ تھا۔عورت مرد کے خلاف مقدمہ کرنے کا حق نہیں رکھتی تھی مرد چاہتا تو عورت کو وراثت کے حق سے محروم کر دیتا البتہ بیوی کی جائیداد کا وہ جائز حق دار ہوتا تھا۔"(16)

ہندو معاشرے میں کئی قسم کے نظام رائج ہیں اور خواتین کو یا تو جائیداد میں سے حصہ نہیں دیا جاتا اور اگر دیا جاتا ہے تو اس کی مقدار بہت کم ہے۔دنیا کے تمام مذاہب میں خواتین کو جائیداد دینے کا کوئی نظام موجود نہیں ہے۔یہودیت مذہب میں بھی خواتین کو جائیداد میں شامل نہیں کیا جاتا تھا۔عبدالوہاب ظہوری بیان کرتے ہیں:

"یہودیت میں بیٹی کا جائیداد میں مقام پوتوں کے بعد آتا تھا۔بالفرض اگر کسی شخص کے پاس جائیداد ہوتی اور اس کی کوئی اولاد نرینہ نہ ہوتی تو اس کا پوتا اس کی جائیداد کا حق دار ہوتا اور اگر اس کا پوتا نہ ہوتا تو اس صورت میں اس کی بیٹی اس کی جائیداد کی وارث بنتی تھی۔"(17)

پاکستان میں خواتین کی جائیداد کے حقوق کی صورتحال دوسرے ممالک سے ملتی جلتی ہے۔اس کی تین بنیادی وجوہات ہیں، ایک یہ کہ خواتین کو جائیداد میں سے حق دیا ہی نہیں جاتا اور تمام جائید د کا وارث لڑکوں کو قرار دیا جاتا ہے، دوسرا یہ کہ اگر ان کو جائیداد دی جاتی ہے تو وہ اس میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتی، کیونکہ اس کا انتظام و انصرام مرد کے حوالے ہوتا ہے۔خواتین اگر اپنی وراثت کے بارے میں تقاضا کرتی ہیں، تو ان کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے۔خواتین مال و جائیداد رکھنے کے باوجود دوسروں کی دست نگر ہے۔پاکستان کی سپریم کورٹ نے وراثت کے حوالے سے قانون پاس کیا ہے۔جسے

انہوں نے "Inheritance under Muslim Personal" کا نام دیا گیا اس کے تحت ہر فرد کو اس کے وراثتی حقوق حاصل ہوں گے۔

"Law takes place automatically and each legal heir is entitled to get his respective share irrespective of any claim or demand therefore." [18]

"قانون طور پر کسی بھی مطالبے اور دعوے سے قطع نظر ہر قانونی وارث حصہ لینے کا پورا اختیار رکھتا ہے"

پاکستان میں کئی ایک گروہ ایسے ہیں جن لوگوں کے ہاں ایک روایت قرآن کے ساتھ شادی ہے، یہ لوگ جائیداد کی خاطر لڑکیوں کی شادی قرآن سے کر دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ میں ایسی خواتین کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے:

"انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان کے مطابق سندھ میں تقریباً ۵۰۰۰ خواتین کی شادی قرآن سے کر دی جاتی ہے۔"[19]

خواتین کے حقوق کے قومی کمیشن کی رپورٹ خواتین کی وراثت کے بارے میں لکھتی ہے:

"قبائلی خاندان میں جائیداد کی بڑی اہمیت ہے، ان کے ہاں وراثت صرف مردوں میں منتقل ہوتی ہے۔ ان خاندانوں میں شادیاں خاندان کے اندر ہوتی ہیں۔ یہ قبائل وراثت میں خواتین کے حصے سے انکار کرتے ہوئے اپنی جائیداد کو دوسرے لوگوں میں منتقل نہیں کرتے۔"[20]

۴۔ معاشرتی اثرات:

خواتین کے معاشی کردار میں معاشرتی رویے بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ملازمت پیشہ خواتین کے ساتھ سماج کے رویے اور ان کے ساتھ جڑے مسائل ان کے معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی نفی کرتے ہیں۔ سماج کا کہنا ہے کہ جب عورت اپنے گھر سے نکل کر مختلف جگہوں پر کام کرتی ہے، تو وہ اپنی فطرت سے بغاوت کرتی ہے۔ اسے اپنی ذات میں کش مکش کرنی پڑتی ہے، وہ اپنے نفس کے ساتھ لڑتی و جھگڑتی ہیں۔ جب وہ اپنے اصل مقام کو چھوڑ کر معاش کے جھگڑوں میں پڑ جائے گی تو اس کی روحانی اور مادی دونوں حالتیں خراب ہو جائیں گئیں۔ امین احسن اصلاحی ان نقصانات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حصول معاش کے میدان میں جب عورت اترتی ہے، تو اس کا مقابلہ مرد سے ہوتا ہے جو معاشی میدان میں بازیاں جیتنے کے لیے عورت پر خلقی اور فطری برتری رکھتا ہے۔ معاشی میدان میں مرد کی قوتیں اور قابلیتیں اس کے لیے سازگاری اور تعاون کرتی ہیں، جس طرح ایک مگرمچھ کی فطری صلاحیتیں سمندر کے اندر اس کے ساتھ سازگاری کرتی ہیں۔ جبکہ خواتین کی فطری قابلیتیں اس میدان میں اس کا ساتھ دینے کے بجائے الٹا اس کے حوصلوں کی مزاحمت شروع کر دیتا ہے۔" [21]

خواتین نے جب گھر سے نکل کر معاشی ترقی کی دوڑ میں حصہ لیا ہے تو مرد نے اس کے ساتھ بد سلوکی اور اسے تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ مرد جو عورت کے لیے محافظ اور نگہبان تھا، اس نے اپنی ذمہ داری کو چھوڑ دیا ہے۔ خواتین کے بارے میں معاشرے کے اس رویے کو فاخرہ تحریم یوں بیان کرتی ہیں:

"عورت کسی کے گھر کام کرنے کے لیے نکلے، کھیتوں میں کام کرنے، دفاتر میں سیکرٹری ہو، فیکٹری میں کام کر رہی ہو، ہسپتال میں نرس ہو یا ڈاکٹر ہو یا ائیر ہوسٹس، کسی بھی جگہ پر اس کی عزت محفوظ نہیں ہے۔" (22)

خواتین کی ملازمت سے مرد حضرات کی بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بے روزگاری کی بنا پر گھر اور بچوں کی پرورش کی ذمہ داری پوری کرتا ہے، جس کی وجہ سے مردوں میں سستی اور کاہلی کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے۔ محمد عطا مردوں کی بے روزگاری کی وجہ بیان کرتے اور اس کے اثرات پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"خواتین کی ملازمت کی وجہ سے بے روزگاری پھیلتی ہے، تو اس سے مجموعی ترقی پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ اگر تمام تعلیم یافتہ خواتین کا مقصد ملازمت ہو تو مرد کی ایک اچھی خاصی تعداد بے روزگار رہے گی۔"(23)

۵۔ معاشی ناہمواری:

خواتین کا معاشرتی درجہ، تعلیم، صحت، کم اجرت اور خراب حالات اس کی معاشی تنگدستی کے ذمہ دار ہیں۔ پاکستان میں بہت سی خواتین معاشی لحاظ سے کمزور ہیں۔ پاکستان میں بہت سی خواتین کے درمیان عدم مساوات کا طرز عمل اختیار ہے، جس کی وجہ سے خواتین میں معاشی ناہمواری پیدا ہوتی ہے۔ لڑکوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ملک میں مردوں اور خواتین کو تمام مراعات کا یکساں اصول ایک بنیادی حق ہے، خواتین کو مردوں کے مقابلے میں بہت کم اجرت دی جاتی ہے۔ جلال الدین عمری خواتین کی تنخواہ میں تضاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بھاری مشینیں اس کے حوالے نہیں کی جاتی۔ کسی بھی خطرناک مہمات کے لیے اس کا انتخاب نہیں کیا جاتا۔ اس کی قوت کو مرد کے مقابلے میں کم سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے پرائیویٹ اداروں میں اس کی تنخواہ مرد سے بہت کم ہے۔ یہ حال ان ممالک کا بھی ہے جہاں ایک ہی کام کے لیے عورت اور مرد کی تنخواہ میں فرق کرنا قانوناً جرم ہے۔" (24)

خواتین کا تعلق بھی اانتہائی غریب گروپ سے ہے جو محنت تو کرتا ہے لیکن اسے اس کا معاوضہ نہ ملنے کی وجہ سے خط غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ ان تمام مشکلات کے باوجود خواتین کا معاشی پہلو میں حصہ لینا ضروری ہے۔

" خواتین کی معاشی شمولیت کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ ان کا کردار ایک "Economic Booster" کے روپ میں انتہائی ضروری ہے تاکہ منڈیوں کی مار جھیلنے والے ممالک یا معاشی جمود کا شکار ممالک ایک نئی توانائی کے ساتھ اپنی خوشحالی کی جانب گامزن ہوں۔" (25)

صنفی فرق پاکستانی معاشرے کی جڑوں میں گہرائی کے ساتھ جڑاہواہے۔رنگ نسل اور زبان کے فرق کی بنیاد پر انہیں وہ عہدے نہیں دیے جاتے جن کی وہ حق دار ہیں۔خواتین کی ایک بڑی تعداد لیبر کے طور پر زرعی انڈسٹری میں کام کرتی ہے۔پاکستان لیبر فورس سروے کے اعداد وشمار کے مطابق لیبر میں خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے:

"پاکستان میں خواتین کی شرکت قابل فخر اور مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔زراعت میں مردوں کی شرکت کا حصہ 60.8فیصد اور خواتین کا79.4 فیصد ہے۔۲۰۱۸-۱۹ کی سروے رپورٹ کے مطابق خواتین کی زراعت میں شمولیت69.8فیصد اور مردوں کی شمولیت30.0فیصد تھی جب کہ سروے رپورٹ ۲۰۲۰-۲۱ کے مطابق خواتین کی شمولیت67.9اور مردوں کی شمولیت28.4فیصد رہی۔اعداد وشمار ظاہر کرتے ہیں کہ خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔"(26)

۶۔ نقل وحمل کے مسائل:

خواتین جب اقتصادی و معاشی مجبوریوں یا ملکی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مختلف شعبوں میں کام کرنے کی غرض سے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلتی ہیں تو اسے نقل وحمل کے بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔خواتین کے باہر جانے کو اچھا نہیں سمجھا جاتااوران پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔لیلیٰ احمد معاشرے کے رویوں کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

"گھر سے نکلنے والی خاتون چاہے وہ ملازمت کی غرض سے کیوں نہ جائیں عام لوگوں کی رائے ان کے بارے میں اچھی نہیں ہے۔خدانخواستہ اگراس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے تو کہا جاتاہے کہ وہ اچھی عورت نہیں ہے۔اس کے لچھن بتارہے تھے کہ اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔اس سے زیادتی کرنے والے مردوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے،انہیں سزا بھی نہیں ملتی اور نہ معاشرے میں ان کے رہنے سے کوئی فرق پڑتاہے۔"(27)

خواتین کی نقل و حرکت،پردہ،علیحدگی،تشدد اور سختی نے ان میں تعلیم،ہنر،سماجی اور ثقافتی پابندیاں ملازمت کرنے کے امکانات کو کم کردیتی ہیں۔محمد جلال الدین خواتین کی معاشرتی حیثیت کو بیان کرتے ہیں:

" دنیاکے بہت سے معاشروں میں خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں خواتین کی دنیاگھر اور مردوں کی دنیاسیاست اور عوام ہے۔یہ فرق مرد اور عورت میں صنف کی وجہ سے ہے۔خواتین بچوں کو پیدا کرتی،انہیں کھلاتی پلاتی ہیں،وہ اپنی صنف کی وجہ سے گھریلو فرائض کی بجاآوری کے لیے پابند ہے۔"(28)

خواتین مرد کی برابری نہ کریں وہ انہیں ملازمت کرنے کی بجائے گھر میں بند کرناچاہتے ہیں۔ان میں مذہبی گروہ جو خواتین کے نقل وحمل کے حوالے سے پابندیاں عائد کرتے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ خواتین ملازمت کریں۔ڈاکٹر مبارک علی ان کے رویوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"عورتوں کی تعلیم، قابلیت اور مقابلہ کی صلاحیت کو دیکھ کر کبھی کبھی علماء کی طرف سے یہ تحریک شدت پکڑتی ہے کہ عورتوں کو تمام ملازمتوں سے نکال کر انہیں گھروں میں بند کر دیا جائے اور انہیں مردوں کی رضا کا پابند کر دیا جائے۔"(29)

لوگ تعلیم اور ملازمت کے لیے لڑکیوں کو گھر سے دور نہیں جانے دیتے اس کی بڑی وجہ خواتین کو چھوڑنے کا مسئلہ اور غیر محفوظ ٹرانسپورٹ ہے، معاشرے کا یہ رویہ خواتین کو گھروں میں رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ سحر شامان ایک نجی ٹی وی چینل پر وڈیو سر غیر محفوظ ٹرانسپورٹ کے بارے میں انڈیپنڈنٹ اردو نیوز سے بات کرتی ہیں۔

"پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرتے ہوئے آپ خود کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ اگر آپ کو محفوظ سفر کرنا ہے، تو آن لائن یا عام ٹیکسی کروائیں لیکن اس کے اخراجات بہت زیادہ ہیں جو موجودہ حالات میں برداشت کے قابل نہیں ہیں۔"(30)

۷۔ خود اعتمادی کا فقدان:

جن معاشروں میں خواتین کو معاشی، سماجی اور معاشرتی حقوق نہیں دیے جاتے وہاں خواتین مکمل طور پر مردوں پر انحصار کرتی ہیں۔ وہ اپنی اجارہ جاری قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے اور خواتین کے حقوق کو غضب کرتے ہیں۔ خواتین میں خود اعتمادی کا فقدان ہو جاتا ہے وہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے ڈرتی ہیں۔ عبداللہ مرعی خواتین کی حدود کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خواتین سربراہ خانہ کے قبضے اور حفاظت کے ساتھ گھر میں ٹھہری رہیں۔ عورت خواہ نوجوان لڑکی ہو، ایک بالغ دوشیزہ یا ایک بوڑھی عورت ہو وہ خود مختاری سے گھر کے اندر کوئی کام نہیں کر سکتی۔ نوجوانی میں اسے باپ کے اختیار میں اور جوانی میں خاوند کے اختیار میں رہنا چاہیے۔ جب اس کا خاوند مر جائے تو اسے بیٹوں کے اختیار میں رہنا چاہیے۔ اسے خود مختاری کو پسند نہیں کرنا چاہیے۔"(31)

گھر کا ماحول اگر کشیدہ ہو تو عورت نا ہی کام پر درست زاویے سے توجہ دے پاتی ہے اور نہ ہی باہر کے کاموں میں ،بظاہر دیکھا جائے تو یہ دونوں ادارے خواتین کی معاشی اور معاشرتی مضبوطی کی علامت ہیں، لیکن پس پردہ اس طرح کے حالات عورت کو اندرونی طور پر کمزور کر دیتے ہیں۔ فاخرہ تحریم خواتین کی بے بسی کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

"ان خواتین کے پاس ملازمت اور کام کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، اسے اگر والدین، بھائی اور شوہر اجازت دیں تو وہ ملازمت کر سکتی ہیں۔ پڑھی لکھی عورت کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اس کا اصل مقام گھر کے اندر ہے۔ میڈیکل اور انجینئرنگ کے شعبے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد عورت کو دم مارنے کی اجازت نہیں۔ عورتیں اگر کام کریں گی تو وہی کام کریں گی جو ان کے مردوں کو قابل قبول ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ سلائی کڑھائی کرنے والی عورتوں کے کام کو سراہا جاتا ہے، جبکہ غریب عورتیں محنت مزدوری کے کام کرتی ہیں اسی طرح دیہی علاقوں میں خواتین اپنی زمینوں پر کام کرتی ہیں، لیکن اعداد و شمار میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔"(32)

خواتین کے معاشی ترقی میں کردار میں رکاوٹوں کا تدارک:

خواتین کو تمام معاشروں میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے معاشی، معاشرتی اور قانونی حقوق سے دور رکھا۔ اسلام نے خواتین کو ملکیت کا حق، تعلیم کا حق، شوہر سے اچھے تعلقات نہ بننے کی صورت میں خلع کا حق، نکاح ثانی کا حق، وراثت کا حق، قانونی چارہ گوئی کا حق، اور معاشی واقتصادی حق دیا۔ اسلام نے خواتین کو کائنات میں اہم مقام فراہم کرتے ہوئے اس کے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو نہ صرف دور کیا بلکہ اسے ہر طرح کی ضمانت دی۔ خواتین عہد رسالت میں جائیداد کی مالک تھیں، وہ مختلف کام کرتی اور زر کماتی، انہوں نے بہت سے غزوات میں بھی حصہ لیا اور مردوں کا ساتھ دیا۔ خواتین کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دی گئی، وہ ازواج مطہرات سے علم حاصل کرتیں۔ خواتین کے لیے کسب معاش اختیار کرنا ممنوع نہیں، بلکہ مثبت انداز میں رزق حلال کے لیے اسلام جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے اور ضرورت کے تحت خواتین کو کاروبار اور ملازمت اختیار کرنے کا حق ہے۔

اللہ کے ہاں مرد اور عورت کے درمیان جنس کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں، کسی کو برتر اور کسی کو کمتر قرار نہیں دیا۔ ان کے درمیان اگر کوئی فرق بیان کیا ہے تو وہ فضیلت ہے۔ اللہ کے نزدیک فضیلت کا واحد معیار وپیمانہ تقویٰ یعنی خدا ترسی و پاکبازی ہے۔ اس معیار کا اللہ نے قرآن میں واضح حکم نازل کیا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"[33]

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری پہچان کے لیے قومیں اور قبائل بنائے، بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ عزت والا ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"

انسان کا مرد ہونا یا عورت ہونا اللہ کے انعام کا پیمانہ ہے نہ کہ سزا کا، قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ [۳۴]

"میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا چاہے وہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔"

علماء کرام نبی کریم ﷺ کے فرمان کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ شریعت کے مطابق عورت اور مرد کے فکری اور عملی پہلوؤں میں اختلاف پایا جاتا ہے، ثبوت کے طور پر وہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کو جو عورتوں کی اسی صلاحیت کے بارے میں فرمایا:

نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ[35]

"عقل اور دین میں ناقص ہیں"

امام شارح اکمل الدین البابرتی خواتین کی ذہنی صلاحیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"شریعت کی ذمہ داریوں کا دارومدار جس صلاحیت عقل پر ہوتا ہے یعنی "العقل بالملکۃ" (عقل کا دوسرا درجہ) عورتوں میں اس کی کمی نہیں ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جزئیات یعنی حواس کو استعمال کر کے اس علم کو حاصل کر لیتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے وہ کسی بات کو بھول جاتی ہیں تو یاد دہانی کے ساتھ اس کو دوبارہ ذہن میں لے آتی ہیں۔ اگر ان دونوں میں کسی قسم کا نقص ہوتا تو دین کے جن ارکان کی ذمہ داری مردوں پر ڈالی گئی ہے خواتین پر اس سے مختلف ارکان کی تکلیف دی جاتی دونوں پر ایک سی ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں جو "ناقصات العقل" جو لفظ استعمال کیا ہے اس سے "العقل بالفعل" یعنی عقل کا تیسرا درجہ ہے۔" (36)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مرد و زن دونوں کو مساوانہ حقوق دیے ہیں جس کا بیان سورۃ البقرۃ میں اس طرح بیان ہوا ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (37)

"عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔"

اسلام نے مرد اور عورت کو برابری کا درجہ دیا ہے لیکن اسلام صنفی اور فطری صلاحیتوں کو اجتماعی نظام کے تسلسل اور ترقی کے لیے الگ الگ استعمال کرتا ہے اور انہیں اسی مقام پر رکھتا ہے جس کے ذریعے وہ معاشرے کے لیے فائدہ مند افراد ثابت ہوں سکیں، اور معاشرے میں سے اس تاثر کو دور کرتا ہے کہ مرد کی نفسیات عورت سے علیحدہ ہے سورۃ البقرہ میں اللہ فرماتا ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ (38)

"جس طرح دستور کے مطابق (مردوں کا حق) خواتین پر اسی طرح اسی طرح خواتین کا بھی حق ہے۔"

کچھ فضائل مردوں کو عورتوں سے زیادہ اور کچھ عورتوں کو مردوں سے زیادہ عطا کیے ہیں اس کا مطلب ہے کہ دونوں کے درمیان ہم آہنگی، تعاون اور روابط کی ضرورت ہے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے جو ان کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے اخراجات کی ذمہ داری مردوں کے ذمہ لگائی ہیں، اسی بنا پر ان کو برتر کہا ہے، جبکہ باقی تمام حقوق میں مرد و عورت کو برابر رکھا ہے، مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ اسی درجے کی قرآن میں بات کی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (39)

"مرد قوام ہیں عورتوں پر اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور یہ وجہ بھی کہ مرد اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں۔"

اسلام نے خواتین کے لیے حق مہر اور وراثت کا تعین کیا اور مردوں کو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔ مرد خواتین کی تمام ضروریات زندگی کے ذمہ دار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کے معاشی حقوق کے بارے میں بیان فرمایا:

الا وحقهن عليكم ان تحسنوا اليهن في كسو تهن و طعامهن (40)

"اور سنو تمہارے ذمہ ان (خواتین) کے بارے یہ حکم ہے کہ تم ان کے لیے اچھے لباس، اور کھانے کا انتظام کرو۔"

اسلام خواتین کو جائیداد کا حق دیتا ہے اور اس کا یہ حق اس وقت سے تسلیم کرتا ہے جب عورت کو کثرت سے وراثت کا حصہ تصور کیا جاتا تھا۔ قرآن میں اس طرح کے فعل سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ (41)

"اے ایمان والوں تم پر جائز نہیں کہ تم خواتین کے زبردستی وراث بنو۔"

اللہ تعالیٰ نے معاشی کفالت کے لیے جائیداد میں سے ناصرف بہنوں کے حصے مقرر کیے تاکہ معاشی لحاظ سے انہیں مشکل پیش نہ آئے بلکہ پوتی کو بھی وراثت میں سے حصہ دیا گیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہن اور پوتی کی وراثت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں وہ فیصلہ کروں گا جو اللہ کے رسول نے کیا، اور فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لِلْابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ (42)

"بیٹی کو نصف حصہ ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اسی طرح دو تہائی پورا ہو جائے گا اور جو بچ جائے گا وہ بہن کو ملے گا۔"

مغرب میں خواتین کے لیے وہی معاشرتی معیار ہے، جو یونان اور روم کے تمدنی عروج کے دور میں تھا۔ اس آزادانہ مرد و زن کے اختلاط نے عریانی اور فحاشی کو ناصرف جنم دیا بلکہ اسے پروان چڑھایا۔ خواتین پر بچوں کی پیدائش اور تربیت کی بھاری ذمہ داری ڈالی گئی۔ مردوں کو ان کی معاشی ضروریات کا کفیل بنایا۔ عورت اپنی تمام ذمہ داریوں کے عوض میں نفقہ کی حق دار ٹھہرتی ہے۔ قرآن میں اللہ نے خواتین کے معاشی اور معاشرتی دونوں حقوق کو ادا کرنے کا ذمہ دار مرد کو قرار دیا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (43)

"اور اپنی خواتین کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔"

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو معاشرے میں ایک دوسرے کا حریف نہیں بلکہ زوج کا درجہ دیا ہے اور دونوں کو معاشرے کی اکائی کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو مردوں کے مساوی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (44)

"بلاشبہ عورتین مردوں کے مساوی ہیں۔"

خواتین کو گھریلو ذمہ داریوں کی بناپر اجتماعی عبادات میں شرکت پر مجبور نہیں کیا گیا تا کہ وہ ان سے فرار حاصل نہ کریں دوہری ذمہ داری کی بناپر وہ کوئی بھی کام احسن طریقے سے نہیں کر سکیں گئیں۔خواتین پر بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے کی شرط لگانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی ذمہ داریوں میں خلل واقع نہ ہونے پائے۔قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ (45)

"اور وہ اپنے گھروں میں رکی رہیں"

عبادات میں شامل ہونے کے لیے خواتین کا دائرہ کار مختلف ہے اس کی وضاحت نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ بنت ابی بکر رسول نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول ﷺ! مرد میدان جنگ میں نکلتے ہیں۔انھیں جمعہ کی نماز پڑھنے کا حکم ہے جبکہ یہ دونوں چیزیں عورتوں پر فرض نہیں ہیں۔اسی طرح یہ ثواب میں عورتوں سے بڑھ جاتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: دیکھو اس سے بہتر سوال آج تک کسی نے نہیں کیا ہو گا۔

پھر فرمایا: "تم عورتیں گھروں میں رہ کر شوہروں کی خدمت کرو اور گھر کے دوسرے فرائض کو انجام دو اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرو اسی سے تم بڑے اجر کی مستحق ہو جاؤ گئی" اپنے دائرہ میں رہ کر جو عورت نیک عمل کرتی ہے، اس کا اسے اجر دیا جائے گا۔" (46)

عورت کو عبادت کرنے کے لیے بھی گھر کے اندرونی حصہ کو ترجیح دینے کا حکم دیا گیا ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ (47)

"خواتین کی بہترین مساجد ان کے گھر کی اندونی حصے ہیں۔"

اسلام نے خواتین کو انتہائی ضرورت کے تحت گھر سے باہر قدم رکھنے اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دی ہے تو ساتھ ہی اسے ایسی تدابیر اختیار کرنے کا حکم بھی دیا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنا مقام و مرتبہ قائم رکھیں۔احمد عثمانی نے خواتین کے معاش میں شمولیت کے نقطے نظر سے بات کرتے ہوئے اپنے گہرے تجربے کی بناپر کہا ہے کہ:

"ہمارا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں تنزلی کے دور عام طور پر وہیں رہے ہیں، جب عورت گھر کی چار دیواری کو چھوڑ کر باہر نکلی۔"(48)

اسلام نے بچوں کی تربیت کے لیے ماں کو اور معاشی کفالت کی ذمہ داری مرد کو دینے کے بعد اسے چھوڑ نہیں دیا ۔ نبی کریم ﷺ نے بھی خواتین کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا آپ ﷺ سے بیوی کے کیا حقوق ہیں ؟ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ،أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ (49)

"جو خود کھاؤ وہ اسے بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو اسے بھی وہی پہناؤ، ان کے چہرے پر مت مارو، انہیں برا بھلا مت کہو، اور گھر کے علاوہ کہیں بھی ان سے جدائی اختیار نہ کرو۔"

نبی کریم ﷺ نے جہاد پر جانے سے زیادہ بہتر ماں کی خدمت اور اس کی ضروریات کا خیال رکھنے کو ترجیح دی گی۔ اسلام نے عورتوں کے لیے تعلیم کے دروازے کھولے۔ خواتین پر اس احسان کے بارے میں محمد رفیق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"عورت پر اسلام کا بڑا احسان ہے کہ اس نے خواتین کے لیے سب سے پہلے تعلیم کے دروازے کھولے ورنہ تمام سابقہ معاشروں اور مذاہب میں ان پر تعلیم کے دروازے بند تھے۔"(50)

خواتین کے معاشی وسائل کا دوسرا ذریعہ مہر، وراثت اور نان نفقہ کو بنایا۔ خواتین اپنی محنت کی کمائی سے کمائے ہوئے مال کی ملکیت کا حق رکھتی ہے وہ اپنے مال سے جائیداد بنا سکتی ہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (51)

"اور مت تمنا کرو ایسی چیز کی جس میں اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی مردوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور خواتین کے لیے ان کے اعمال میں سے حصہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل طلب کیا کرو۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

خواتین کو خرید و فروخت کرنے سے منع نہیں کیا۔ خواتین کو تجارت، طب، صنعت و حرفت، تدریس و تالیف، زراعت اور لین دین کے تمام پیشہ جات کو اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ قرون اول میں بہت سی صحابیہ درس و تدریس کے پیشے سے منسلک تھیں۔ خواتین کو ریاست کے سربراہ کے طور پر سربراہ بنانے کے لیے قرآن میں کہیں بھی ممانت نہیں آئی، لیکن نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے حضرت ابو ھریرہ سے روایت بیان ہے:

عَصَمَنِي اللَّهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَلَكَ كِسْرَى، قَالَ: مَنْ اسْتَخْلَفُوا، قَالُوا: ابْنَتَهُ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمْ امْرَأَةً (52)

"اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی چیز سے بچایا ہے جس کے بارے میں نے نبی کریم ﷺ سے سن رکھا تھا، جب کسریٰ ہلاک ہوا تو رسول اللہ نے پوچھا: کسے انہوں نے خلیفہ مقرر کیا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا اس کی بیٹی کو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "جس قوم نے عورت کو حکمران بنایا وہ ہر گز کامیاب نہیں ہوسکتی۔"

اسلام معاشرے میں خواتین کو خاندانی نظام کو چھوڑ کر معاش کی جدوجہد کا حکم نہیں دیتا بلکہ اس کے خاندانی فرائض کی بجاآوری کو اولیت دیتا ہے۔ لیکن اسلام نے خواتین کو کسب معاش کے کیے کوشش کرنے سے منع بھی نہیں کیا۔ معاشرتی برائیوں کو دور کرنے اور ان سرگرمیوں کو اختیار کرنے کے لیے کچھ حدود و قیود قائم کی ہیں جن کی پیروی کرنا خواتین کے لیے ضروری ہے۔ خواتین ان معاشی سرگرمیوں کو گھر سے باہر جاکر سرانجام دے سکتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ (53)

"حاجت کے وقت تمہیں گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے"

اگر عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے کسب کی اجازت ہو لیکن موضع کسب مسافت سفر کی مقدار ہو تو اس صورت میں عورت کو اکیلے سفر کرنے کی اجازت نہیں اس کے ساتھ اس کے محرم کا ہونا ضروری ہے میں نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق کوئی بھی عورت ایک دن کا سفر بھی محرم کے بغیر نہیں کرسکتی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ (54)

"کسی بھی عورت پر جائز نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتی ہے وہ ایک دن اور رات کا سفر محرم کے بغیر کرے۔"

اگر عورت کے ساتھ اس کا شوہر، باپ، بھائی یا محرم ملک کے اندر یا باہر قیام میں ساتھ ہو تو پھر وہ کام کرسکتی ہے لیکن یہاں بھی اسے شرعی حدود کا خیال رکھنا ہوگا۔ ظفر احمد عثمانی سفر کی مسافت اور اجازت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اگر کوئی عورت کسب معاش کے لیے اتنا سفر کرتی ہے جو بقدر مسافت ہے تو ایسی صورت میں ولی یا شوہر کی صرف اجازت لازم نہیں بلکہ ان کا ساتھ ہونا بھی لازم ہے۔ اسی طرح دین اسلام دینی یا دنیاوی ضرورت کے لیے گھر سے بغیر محرم کے نکلنے سے منع کرتا ہے۔"(55)

مسلمان مردوں اور عورتوں کا آپس کا رشتہ بہت مضبوط ہے وہ ضرورت پڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرسکتے ہیں۔ خواتین بھی معاشی معاملات میں ضرورت کے وقت مردوں سے مدد لے سکتیں ہیں۔ مرد خواتین کے معاملات کو حل کرنے میں مدد کرسکتے ہیں۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (56)

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برائی کے کاموں سے منع کرتے ہیں۔"

عورت اور مرد دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے، عورت کی زندگی کے بہت سے گوشے مرد کے بغیر محتاج تکمیل رہتے ہیں۔ اگر کوئی عورت مرد کے بغیر باہر نکلتی ہے تو اسے ہراساں کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (57)

"اے نبی ﷺ مومن مردوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں ان کے لیے یہ طریقہ پاکیزگی والا ہے اور اللہ تمام کاموں کو جانتا ہے جو یہ کر رہے ہیں۔"

خلاصہ بحث:

پاکستان میں خواتین کا تناسب نصف ہے، ملک کا ایک بڑا حصہ معاشی جدوجہد میں حصہ نہیں لے رہا۔ اگر یہ پاکستان کی معاشی سرگرمیوں میں مردوں کا ساتھ دیں تو ملک معاشی لحاظ سے ترقی کر سکتا ہے۔ پاکستان میں جی ڈی پی میں کمی کا تناسب اس بات کا تقاضا کرتا ہے، کہ خواتین بھی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ خواتین کے دائرہ عمل کو پاکستان میں محدود اور گھر کی چار دیواری تک محدود رکھا گیا ہے۔ جو خواتین گھر سے نہایت مجبوری کی حالت میں روزی کمانے جاتی ہیں، انہیں معاشرتی قبولیت حاصل نہیں۔ خواتین کی ایک کثیر تعداد کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے، اگر ہم اپنی پیداواری مقدار کو بڑھانا چاہتے ہیں تو ان مسائل کو حل کرنا ضروری ہے۔ خواتین اور مردوں کے درمیان پائے جانے والی تفریق، خود اعتمادی میں کمی، معاشی ناہمواری، نقل و حمل کے مسائل، وسائل میں کمی اور اقدار و معاشرتی رویے ان کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔

اسلام خواتین کی معاشی سرگرمیوں میں شمولیت کے لیے ان کی راہ میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو دور کرتا ہے۔ دین اسلام نے خواتین کو مکمل حقوق ادا کیے ہیں، مرد کو عورت کا محافظ بنایا ہے وہ اس کی مدد سے بہت سے امور سرانجام دے سکتی ہے۔ دین اسلام نے خواتین کو معاشی وسائل وراثت، مہر اور نان و نفقہ کی شکل میں ادا کیے ہیں۔ خواتین محرم کے ساتھ سفر کر سکتی ہیں، معاشی تگ و دو کے لیے مرد سے مدد لے سکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(1) Jaffar, Saad. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology* 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

(2) Greenwood, D. T. (2013). Quality of life and sustainability, Eastern Economic Journal, 4, 256- 258

(3) Williamson, H.F. (1954). Economic development (p.551). New York.

(4) سورۃالقصص:۷۷

(5) إمام البخاري، صحيح الأدب المفرد، تحقق: الألباني، باب اصطناع المال، (صحيح)، دار الصديق للنشر والتوزيع، ۱۴۱۸ھ، رقم حديث: ۴۷۹ (۱۸۱/۱)

(6) Howard, J. (2011). Social Welfare in Third World Development (p.222). MacMillian Education Ltd.

(7) World Economic Forum, (2014), Global Gender Gap Report, Publisher: World

Economic Forum, (p:39)

(8) Jinnah Famous Quote, Muhammad Ali Jinnah 1944

(9) Mumtaz, K. & Shaheed F. (1987). Women of Pakistan (1st ed., p.152). Vanguard Books

(10) مظہری، استاد شہید مرتضی، اسلام میں خواتین کے حقوق، مترجم: مولانا مرتضی حسین، صدر الافاضل۔ دار الثقافۃ الاسلامیہ، پاکستان، ۱۹۹۳ء، (۲/ ۲۰۴)

(11) مبارک علی، ڈاکٹر، (۱۹۹۶ء)، تاریخ اور عورت، فکشن ہاؤس لاہور، طبع: دوم، (ص/۸۱)

(12) ابوالکلام آزاد، (۲۰۰۸ء) مولانا، مسلمان عورت، مکتبہ جمال، لاہور، ۲۰۰۸ء (ص/ ۳۲)

(13) مظہری، استاد شہید مرتضی، اسلام میں خواتین کے حقوق، مترجم: مولانا مرتضی حسین، صدر الافاضل (۲/ ۲۱۰)

(14) مظہری، استاد شہید مرتضی، اسلام میں خواتین کے حقوق، مترجم: مولانا مرتضی حسین (ص/ ۲۰۸)

(15) جنگ (روزنامہ) لاہور، ۱۸ نومبر ۱۹۸۷ء

(16) عمری، جلال الدین انصر، سید، (۱۹۶۲ء)، عورت اسلامی معاشرے میں، اسلامک پبلیکشنز (ص/ ۲۴)

(17) ظہوری، عبدالوہاب، (۱۹۵۹ء) اسلام کا نظام حیات، مطبوعہ لاہور (ص/ ۱۷۴)

(18) Ghulam Ali v MS Ghulam Sarwar Naqvi PLD, (1990), Supreme Court of Pakistan, Supreme Court, (P/ 1)

(19) انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان رپورٹ، "۲۰۰۰ میں انسانی حقوق کی حالت، ایمنسٹی انٹرنیشنل رپورٹ ۱۲، ۲۰۰۲ مئی ۲۰۲۲ء

(20) خواتین کی حیثیت کا قومی کمیشن (NCSW) خواتین کے وراثت کے حقوق، ۲۰ مئی ۲۰۲۳ء
http://www.ncsw.gov.pk/prod-images/pub/Right-of-Inheritence.pdf

(21) امین احسن اصلاحی، (۱۹۹۶ء) اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام۔، فاران فاؤنڈیشن لاہور (۴ / ۱۹۵)

(22) فاخرہ تحریم، (۱۹۹۹ء) عورت کا المیہ، تحقیقات لاہور، (ص/ ۵۸)

(23) عبداللہ صدیقی، محمد، عورت اور ترقی، محدث مارچ ۲۰۰۴ء، شمارہ: ۳ (ص/ ۳۶ - ۳۹)

(24) جلال الدین عمری، سید، اسلام میں عورت کے حقوق، اسلامی پبلیکیشنز، لاہور (ص/ ۶۲)

(25) خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات (۲۰۱۰ء)، ایفا پبلیشز، (ص/ ۹۳)

(26) پاکستان لیبر فورس سروے، LFS 2020-21، پاکستان بیورو آف سٹیٹک (ص/۷)

(27) کشور ناہید، عورت خواب اور خاک، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء (ص/ ۲۰، ۲۱)

(28) Jalal-ud-din, M. (2008). Socio-Economic and cultural constraints of women in Pakistan (Vol. 4, pp. 485-493)

(29) مبارک علی، ڈاکٹر، (۱۹۹۶ء)، تاریخ اور عورت، فکش ہاؤس لاہور، طبع: دوم، (ص/۱۲۴)

(30) محمد حسان دل، پاکستان میں خواتین کو کن مسائل کا سامنا ہے؟، ۱۱ستبر ۲۰۲۲، www.independent.com

(31) عبداللہ مرعی بن محفوظ، (۱۹۶۷ء) اسلام اور دیگر مذاہب و معاشروں میں عورت کے حقوق و مسائل، مترجم: ثناءاللہ، مفتی، دارالاشاعت، کراچی، (ص/۳۶-۳۷)

(32) فاخرہ تحریم، (۱۹۹۹ء) عورت کا المیہ، تحقیقات لاہور (ص/۶۰)

(33) سورۃ الحجرات: ۱۳

(34) سورۃ العمران: ۱۹۵

(35) الجامع الصحیح، (۱۴۲۲ھ) کتاب الحیض، بَابُ تَرْکِ الحَائِضِ الصَّوْمَ، دار طوق النجاۃ، رقم حدیث: ۳۰۴ (۶۸/۱)

(36) ابن الحمام حنفی، (۱۳۸۰ھ) شرح فتح الباری، دار الکتب العلمیة، بیروت (۸/۶)

(37) سورۃ البقرۃ: ۲۲۸

(38) سورۃ البقرہ: ۲۲۸

(39) سورۃ النساء: ۳۴

(40) یحیی بن شرف النووي، أبوزکریا محیي الدین، (۱۴۱۹ھ) ریاض الصالحین، مترجم: مولانا محمد صدیق، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان (۱۷۴/۱)

(41) سورۃ النساء: ۱۹

(42) الجامع الصحیح، (۱۴۲۲ھ ۹ کتاب الفرائض، باب میراث ابنۃ الابن مع بنت، دار طوق النجاۃ، رقم حدیث: ۶۷۳۶ (۱۵۱/۸)

(43) سورۃ النساء: ۱۹

(44) أبو داود، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق، (۱۴۳۰ھ) سنن أبي داود، کتاب الطھارۃ، بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبِلَّةَ فِي مَنَامِهِ، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت، رقم حدیث: ۲۳۶ (۶۱/۱)

(45) سورۃ الاحزاب: ۳۳

(46) شمیمہ محسن، عورت قرآن کی نظر میں، البدر پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء (ص/۱۸)

(47) احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد، ھلال بن أسد الشیباني، (۱۴۲۱ھ) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: أُمِّ سَلَمَةَ زوج النبی، مؤسسۃ الرسالۃ، رقم حدیث: ۲۹۷ (۶/ ۶۷)

(48) عمر احمد عثمانی، مولانا، (۱۹۸۲ء)، فقہ القرآن، ادارہ فکر اسلامی، (۳ / ۶۲)

(49) أبو داود، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق، (۱۴۳۰ھ)، سنن أبي داود، کتَاب النِّكَاحِ، بَابٌ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت، رقم حدیث: ۲۱۴۲ (۲۴۵/۲)

[50] محمد رفیق، چوہدری، اسلام و نظریہ مساوات مرد وزن، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۰ء (ص/ ۱۷۰)

[51] سورۃ النساء: ۳۲

[52] الترمذي، محمد بن عیسی، (۱۳۹۵ھ) سنن الترمذي، باب مِنْہُ دار الغرب الإسلامي، بیروت، رقم حدیث: ۲۲۶۲ (۴/ ۹۷)

[53] الجامع الصحیح، (۱۴۲۲ھ) کتاب قرآن کی تفسیر کا بیان، باب قولہ: لاتد خلوا بیوت النبي...، دار طوق النجاة، رقم حدیث: ۴۷۹۵ (۶/ ۱۱۸)

[54] الجامع الصحیح، (۱۴۲۲ھ) أبواب تقصیر الصلاة، بَابٌ: فِي كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، دار طوق النجاة، رقم حدیث: ۱۰۸۸ (۲/ ۸۶)

[55] التهانوي، ظفر احمد عثماني، (۱۴۱۸ھ) اعلاء السنن، ادراه القرآن العلوم، کراجي (۱۷/ ۳۵۸)

[56] سورۃ التوبہ: ۱۷

[57] سورۃ النور: ۳۰